نقشبندی سلوک وتصوف

طاہر رضا بخاری*

تاریخ تصوف اور روحانی انقلابی تحریکوں میں سلسلہ نقشبندیہ نہایت وقیع اور شاندار کردار کا حامل ہے۔ بلاشبہ نقشبندی سلسلہ میں قلب وروح کی پاکیزگی کا جو مربوط اور قابلِ عمل نظام موجود ہے، اس کی افادیت، نتیجہ خیزی اور جامعیت آج کے بھٹکے ہوئے، مادیت پرستی کی دلدل میں دھنسے ہوئے، پریشان فکر انسان کے لیے اُمید افزا اور مژدہ جانفزا ہے۔ اس ادارہ نے ''قصر عارفان'' سے روحانی شخصیات کی ایک بڑی کھیپ تیار کی اور ان کے دلوں کی کائنات یادِ الٰہی سے آباد ہوگئی۔ پیشانیاں سجدوں کی لذت سے آشناء ہوئیں، آہ سحر گاہی اور گریہ ہائے نیم شبی کی روایات نے جنم لیا، روحانی برادری اور انسان دوستی کی قدروں کو عروج ملا اور معاشرہ میں اخلاص ومودت کی بہار آئی۔(۱)

سلوک نقشبندیہ:

سلوک کا مادہ " سَلَكَ " ہے۔جس سے مراد راہ طے کرنا، راستے پر چلنا، اور تلاش حق وغیرہ ہے۔

اصطلاحی معنوں میں "سلوک" کی تعریف حسبِ ذیل ہے:۔

۱۔ ظاہر میں اعمال شریعہ کے التزام کے ساتھ اخلاقِ باطنی کی اصلاح وتزکیہ کو سلوک کہتے ہیں۔

۲۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے جن مقبولانِ بارگاہ کو لامتناہی فضل وکرم سے قرب ووصال کی نعمتِ عُظمٰی عطا فرمائی، ان کو جن ذرائع سے یہ دولت نصیب ہوئی، اور انہوں نے اپنے مکاشفات وتجربات کی روشنی میں جو اصول مرتّب ومدوّن فرمائے ہیں، اسی کو سلوک کہتے ہیں۔

۳۔ شریعت کا تابع بن کر حق تعالیٰ کی عبادت میں لگنا اور پختگی واستقامت کے ساتھ رضاءِ حق کا متلاشی رہنا سلوک کہلاتا ہے۔

"سلوک" قرآن وحدیث کی روشنی میں:

قرآن وحدیث کے حسبِ ذیل ارشادات کی روشنی میں سلوک کے اصطلاحی مفہوم سے آگاہی حاصل کی

* ڈائریکٹر جنرل مذہبی امور واوقاف پنجاب، پاکستان۔

جاسکتی ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط (۲)

اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی، ضرور ہم اسے اپنے راستے دکھادیں گے۔

یعنی اللہ تعالیٰ انہیں مختلف قسم کی ریاضتوں اور عبادتوں سے گزار کر بلند مقام سے نوازتا ہے۔

"سلوک" وصول الی اللہ کا ذریعہ ہے اور اپنے رب کو پانے کے لیے قدم بقدم، مرحلہ بمرحلہ، مقام بمقام سفر کرنے کا نام ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ (۳)

ہم کو سیدھا راستہ دکھا۔ راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام فرمایا۔

حق تبارک وتعالیٰ نے اپنی راہ معرفت کو دین اسلام کی پیروی، انبیاء کرام علیہم السلام وصدیقین وشہداء رضوان اللہ علیہم اجمعین وصالحین رحمۃ اللہ علیہم کے اختیار کردہ راستہ کے ساتھ مختص فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ (۴)

رحمٰن کے وہی بندے ہیں جو زمین پر اخلاق وانکسار سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ انہیں پکارتے ہیں تو وہ سلام کرتے ہیں۔

ان آیات کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ سلوک کی اس وادی میں قدم رکھنے والا سالک ...... ظاہری اور باطنی امراض سے پاک وصاف ہوجاتا ہے۔ وہ کفر وشرک، حرص وہوس، بغض وحسد، غرور وتکبر، ریاکاری وشہرت پسندی جیسی عاداتِ بد سے اجتناب کرتے ہوئے، خالصۃً قربِ الٰہی کے حصول کے لیے راہِ خدا میں آنے والی تکالیف ومصائب کو خندہ پیشانی اور صبر واستقامت سے برداشت کرتا ہے۔ خَلق سے قطع تعلق کر کے انتہائی یکسوئی کے ساتھ خالقِ کائنات کی طرف رجوع کرتا ہے۔ ہر وقت اللہ کی یاد میں مگن رہنے سے اس کا دل نور وحدت سے منور ہوتا چلا جاتا اور تجلیات باری تعالیٰ کا مہبط بن جاتا ہے۔ سالک عبادت میں روحانی کیف اور خوشگوار لذت محسوس کرتا ہے۔ یہ کیفیات اسے دنیا ومافیہا سے بے نیاز کردیتی ہیں۔

"سلوک" کے معنی ومفہوم کو مزید اجاگر کرنے کے لیے حسبِ ذیل احادیث ملاحظہ ہوں:

عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ (صلى الله عليه وسلم) رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا اَنَا عَمِلْتُه اَحَبَّنِيَ اللّٰهُ وَاَحَبَّنِيَ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صلى الله

علیہ وسلم) اِزْهَدْ فِی الدُّنْیَا یُحِبُّكَ اللّٰهُ وَازْ هَدْفِیْمَا فِی اَیْدِی النَّاسِ یُحِبُّوْكَ ۔(۵)

"سہل بن سعد نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا ،اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایسا عمل بتا دیجئے کہ اگر میں اسے کروں تو اللہ بھی مجھے محبوب رکھے اور لوگ بھی محبوب رکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں زہد اختیار کرو اللہ تمہیں محبوب رکھے گا۔لوگوں کے مال کی جانب رغبت نہ کرو،لوگ تمہیں محبوب رکھیں گے"۔

نبی اکرم نے ایک اور مقام پر فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) بِمَنْكِبِیْ فَقَالَ كُنْ فِی الدُّنْیَا كَاَنَّكَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ۔(٦)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا پکڑا پھر فرمایا: دنیا میں تم ایسے رہو جیسے ایک مفلس آدمی یا مسافر ہو"۔

امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیقؓ (م۔۱۳ھ) نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے تک پہنچنے کا ذریعہ عاجزی کے سوا کچھ نہ بنایا، کیونکہ عاجزی تو ہر شخص با آسانی اختیار کرسکتا ہے بلکہ انسان تو سراپا عجز ہی عجز ہے۔اگر اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ اس کے سوا کچھ اور ہوتا تو بڑی مشکل ہو جاتی۔ اپنی عاجزی وانکساری کو پالینا ہی اللہ کو پالینا ہے۔تکبر کے ساتھ یہ راستہ ایک قدم بھی طے نہیں ہوسکتا اس لیے تواضع سیکھو، عجز وانکساری کا سبق پڑھو تاکہ منزل مقصود تک پہنچ سکو۔ (۷)

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ (م۔۱۶۲ھ) نے ایک شخص سے فرمایا" کیا تو اللہ والا بننا چاہتا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا دنیا وآخرت کی کسی شے کی رغبت نہ کر اور اپنے نفس کو اللہ کے لیے خالی کرلے اور نہ صرف اپنے چہرے بلکہ اپنے پورے وجود کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہوجا، تاکہ وہ تجھ پر متوجہ ہو اور تجھے اپنا دوست بنا لے"۔(۸)

"سلسلہ نقشبندیہ" کے مختلف ادوار:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اکبرؓ سے نسبت کا حامل اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درِ اقدس سے براہِ راست فیض یافتہ ہیں۔ یہ سلسلہ حضرت امام جعفر صادقؒ، حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر، حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وساطت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ جبکہ دوسری طرف حضرت امام جعفر صادقؒ، اُن کے والد حضرت امام باقر، اُن کے والد حضرت امام زین العابدین، اُن کے والد حضرت سیّدنا امام حسینؓ اور اُن

کے والد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰؓ کے وسیلے سے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ سے فیض حاصل کرتا دکھائی دیتا ہے۔مختلف زمانوں میں اس پُرعظمت سلسلے کو مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا رہا ہے۔حضرت صدیق اکبرؓ سے حضرت شیخ بایزید بسطامیؒ تک اس سلسلے کو "صدیقیہ" کہا جاتا رہا۔حضرت بایزید بسطامی سے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی تک "طیفوریہ" اور خواجہ عبدالخالق سے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند تک "خواجگانیہ" کہلاتا رہا۔حضرت خواجہ نقشبند سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی تک "نقشبندیہ" کے نام سے موسوم رہا۔حضرت مجدد الف ثانی سے "نقشبندیہ مجدّدیہ" کہلاتا آرہا ہے۔

اس مہتم بالشان سلسلہ تصوف کے موسس اور حقیقی بانی حضرت محمد بن محمد البخاری،کنیت بہاء الدین اور لقب نقشبند ہے۔آپ ۴ محرم ۷۱۸ھ بروز دوشنبہ وقت بعد نمازِ عصر بخارا سے ایک فرسنگ دور "قصر عارفان" میں پیدا ہوئے۔ یہ مقام ازبکستان میں واقع ہے۔قصر عرفان کہلانے سے پہلے اِس جگہ کو قصرِ ہندوان کہتے تھے۔حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کے آبائی خاندان کے یہاں آباد ہونے اور اُن کے تولد کے بعد بالخصوص اسے قصرِ عرفان کا نام دیا گیا اور اسی نام سے مشہور ہوگیا۔آپ کا سلسلۂ نسب ۲۵ واسطوں سے حضرت علیؓ تک پہنچتا ہے۔ولادت کے تین دن بعد حضرت بابا سماسیؒ نے آپ کو اپنی بیعت میں لے لیا اور آپ کی تربیت خواجہ شمس الدین کلالؒ کے سپرد کردی۔آپ بطریق اویسی خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ سے مستفیض ہوائے۔حضرت بہاء الدین نقشبند کا وصال ۳ ربیع الاوّل ۷۹۱ھ کو ہوا۔وصال سے قبل آپ نے وصیت فرمائی کہ میرے جنازہ کو اٹھا کر لے جاتے ہوئے یہ اشعار پڑھے جائیں۔

مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو شیئاً للّٰہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما آفریں بردست و بر بازوئے تو

"ہم مفلس بن کر تیری گلی میں آئے،اپنے روئے جمال کا کچھ حصہ عنایت ہو،ہمارے کاسۂ گدائی پر ہاتھ کشادہ کیجئے،تمہارے ہاتھ اور بازوؤں پر بے حد آفرین"۔(۹)

"نقشبند"۔وجہ تسمیہ:

"نقشبند" فارسی لفظ ہے جس کے معنی "نقاش" کے ہیں،"نقشبند" کی وجہ تسمیہ کے متعلق کئی روایات ملتی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت بہاء الدین نقشبندؒ کے والد مکرم "کمخاب بافی" کرتے اور اس پر نقش ونگار بناتے تھے یوں آپ کا نام نقشبند ہوگیا۔(۱۰)

ایک روایت کے مطابق،حضرت بہاء الدین نقشبند کے مرشد نے آپ کو مٹی کے برتن پکانے پر مامور فرمایا۔یہ کام

بروقت نہ ہونے پر آپ کے مرشد ناراض ہوئے، آپؒ بھٹی کے پاس جابیٹھے اورذکر الٰہی میں مشغول ہوگئے۔ جذبہ ذکر سے خود بخود آگ لگ گئی اور بھٹی میں برتن جلد پک گئے اور ہر برتن پر لفظ اللہ نقش تھا۔ چنانچہ آپ کو نقشبند کہا جانے گا۔(۱۱)

ایک روایت یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنے کے سبب، حضرت خواجہ بہاء الدین اس مرتبہ پر پہنچے تھے کہ اللہ کا پاک اسم آپ کے دل پر نقش ہو چکا تھا۔

حضرت خواجہ بہاء الدین کے سلسلۂ طریقت کی بنیاد ذکرِ خفی اور مراقبہ پر ہے اور ان ہی دو چیزوں پر پوری عمر صَرف کی جاتی ہے، اور اس طرح سے اللہ کا نام دلوں میں منقش ہوجاتا ہے۔ اس لیے یہ طریقہ "طریقت نقشبندیہ" کہلاتا ہے۔(۱۲)

سلوک نقشبندیہ کی خصوصیات:

چاروں سلاسل طریقت نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ۔معروف اور معتبر ہیں اور قربِ الٰہی حاصل کرنے کے لیے چاروں سلاسل کے طریقے معمولی تغیر وتبدل کے ساتھ مختلف مگر برحق ہیں۔ طالب جس بھی سلسلہ، طریقہ اور مشرب میں بھی مرشد کامل کے طفیل داخل ہوجائے باعث رحمت و برکت ہے۔مگر نقشبندی سلوک تصوف کو چند خصوصیات کی بنا پر دوسرے سلاسل پر عظمت وفضیلت حاصل ہے۔

i۔ اس بلند طریق کے سرحلقہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں جو انبیاء کے بعد، تمام بنی آدم سے افضل ہیں۔حضور اکرم ﷺ سے آپ کو وہ نسبت اخص الخاص حاصل ہے جس سے آپ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ممتاز ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے مال اور صحبت کے لحاظ سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابوبکرؓ ہیں اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو خلیل بناتا۔

ii۔ اس طریقہ عالیہ کا مدار متابعت سُنّت کے التزام اور بدعات کے اجتناب پر ہے، اس میں اورادواذکار بھی اگر ہیں تو وہی جو ماثور ہیں۔

خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ (م:۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

> ہمارا طریقہ نادر اور عروۃ الوثقیٰ ہے، سنت رسول ﷺ کی بدرجہ کمال اقتداء کرنا اور آثار صحابہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرنا(۱۳)

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ (م:۱۰۳۴ھ) فرماتے ہیں:

جاننا چاہیے کہ وہ طریقہ جو اقرب، اسبق، اوفق، اوثق، اسلم، احکم، اصدق، اولی، اعلےٰ، اجل،

ارفع ،اکمل،اوراجمل ہے وہ طریقہ نقشبندیہ ہے۔

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے لفظ " نقشبند " کے لفظی معنیٰ " مصور" کے ہیں۔اس لقب سے مراد "علمِ الٰہی کے لاثانی نقش ثبت کرنے والا" ہے۔اس کی صوفیانہ توجیہ یوں بیان کی جاتی ہے کہ: "اپنے دل میں کمالِ حقیقی کا نقش رکھنے والے کونقشبندی کہتے ہیں۔"

بزرگان نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک وصول الی اللہ اورسلوکِ تصوف کے حسب ذیل چار طریقے ہیں:

۱۔ شیخ کامل کی صحبت:

صحابہ کرامؓ نے حضور اقدس ﷺ کی کامل صحبت سے وہ کمال حاصل کیا جو اولیائے امت میں سے کسی کو حاصل نہ ہوسکا اور نہ ہوسکتا تھا۔آفتابِ رسالت کے ایک ہی پَرتو سے ان پر فیوض وبرکات کا نزول ممکن ہوگیا۔اسی طریقِ انعکاس کوحضرات نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا ہے۔ان کا طریق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عطا کردہ ہے۔

نقشبندی سلوک تصوف کے مطابق وصول اِلی اللہ کے لیے چلّوں کی نسبت ،توجہ کا راستہ افضل ہے۔واصلین کی صحبت کی تاثیر محتاج بیان نہیں۔عارف رومی فرماتے ہیں:

؎ یک زمانہ صحبتے با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صحبت میں رہو، اگرتم ایسا نہیں کر سکتے تو اس بزرگ کی صحبت میں رہو، جو اللہ تعالیٰ کی صحبت میں رہتا ہے، کیونکہ اس کی صحبت کی برکت ۔۔۔تم کو اللہ تعالیٰ کی صحبت تک پہنچادے گی۔حضرت مولانا روم فرماتے ہیں:

؎ ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا اونشیند در حضور اولیاء

۲۔ رابطہ: رابط "سے مرادشیخ کی صورت کواپنے دل میں بسالینا اوراس کی طرف ہمہ وقت متوجہ رہنا ہے۔ آیتِ وسیلہ (سورہ المائدہ کی آیت نمبر۳۵) میں اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ اختیار کرنے کا حکم ہے،لیکن کچھ لوگ نیک اعمال کو ہی وسیلہ خیال کرتے ہیں۔اکثر اولیائے کبار اورصوفیائے کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اگر نیک اعمال وسیلہ بن سکتے ہیں تو وہ شیخ جس کی توجہ سے لوگ نیک اعمال کی طرف رغبت کرنے لگ جاتے ہیں ، بدرجہ اولیٰ وسیلہ ہوگا ۔حضرت مجدد الف ثانی نے مکتوبات شریف (مکتوب نمبر۲۶۱ حصہ چہارم، دفتر اول) میں اس بات کی تصدیق فرمائی ہے کہ اولیائے کبار ہی سالکین راہِ طریقت کوفیض تقسیم کرتے ہیں اور حقیقتاً وہی ہدایت الٰہی کا وسیلہ بنتے ہیں۔مکتوب مذکور میں آپ فرماتے ہیں کہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا سلوک ،شیخ مقتداء کی محبت سے وابستہ ہے۔وہ شیخ جس نے

حصولِ فیض اور فیضان رسانی کی غرض سے اس راہ کو طے کیا ہو، ایسے شیخ کی نظر دلی امراض کو شفا بخشتی ہے، وہ اپنے وقت کا امام اور اپنے زمانے کا خلیفہ ہوتا ہے۔ وہ محبت جو مرید اپنے شیخ سے رکھتا ہے وہ مرید کے لیے بلندیٔ درجات کا ذریعہ بنتی ہے اور بتدریج اس کا رنگ پکڑتا جاتا اور معرفت کے نور سے منور ہو جاتا ہے۔

۳۔اورادووظائف: سلسلہ نقشبندیہ کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں تکمیل سلوک کے لیے معین اسباق ہیں اور اس کا باقاعدہ نصاب موجود ہے۔ جو شیخ کامل کی راہنمائی میں مکمل کیا جاتا ہے توجہ کے لیے لطائف ستہ میں ذکر جاری کیے جاتے ہیں۔ لطائف ستہ یہ ہیں:

۱۔ لطیفہ نفس	۲۔ لطیفہ قلب	۳۔ لطیفہ روح
۴۔ لطیفہ سر	۵۔ لطیفہ خفی	۶۔ لطیفہ اخفی

حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا:

''آئینہ ہمہ از مشائخ را دو جہت است و آئینہ مرا شش جہت''

حضرت مجدد قدس سرہ اس قول کی شرح میں فرماتے ہیں:

''خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری کی مراد دل ہے کہ جو روح اور نفس کے درمیان برزخ ہے اور دو جہت سے مراد نفس اور روح ہیں۔ پس مشائخ جب مقام قلب کے وصول میں ہوں تو یہ دو جہت ان پر منکشف ہوتی ہیں اور وہ مقام کے بلند درجہ پر جو مناسب قلب ہے فائز ہوتے ہیں۔ ہمارے خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری ان مشائخ کے برخلاف ایسے مقام پر ممتاز ہیں کہ دوسروں کی انتہا ان کی ابتداء میں مندرج ہے۔ اور آپ کے قلب مبارک کی چھ جہت ہیں۔ کلیت افراد انسان میں لطائف ستہ ثابت ہیں نفس و قلب و روح و سر و خفی و اخفی خواجہ بزرگ کے قلب مبارک میں یہ تنہا متحقق ہیں۔ حضرت کے قول میں شش جہت سے یہ چھ لطیفے مراد ہیں۔''(۱۴)

حضرت خواجہ نقشبند کے پیر و مرشد خواجہ امیر کلال تک ذکر خفی کو ذکر ظاہری کے ساتھ جمع کرنے کا رواج تھا لیکن جب خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے بطریق اویسی مستفیض ہوئے تو آپ نے دوبارہ اس سلسلے میں ذکر خفی کو جاری کیا۔(۱۵) طریق نقشبندیہ میں ذکر قلبی لسانی (مگر خفی) اور پاس انفاس مخصوص نشست کے ساتھ رائج ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ کے مطابق اذکار و اوراد مستقل طریق وصول الی اللہ نہیں، بلکہ مدات و معاونات میں سے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نزدیک انسان جو عالم صغیر کہلاتا ہے، دس لطیفوں سے مرکب ہے۔ جن میں سے پانچ عالم خلق کے اور پانچ عالم امر کے ہیں۔ لطائف عالم امر یہ ہیں: قلب، روح، سر، خفی، اخفی۔ لطائف عالم خلق، نفس ناطقہ اور

عناصر اربعہ ہیں۔مجموعہ کائنات (خلق ہو یا امر) کو عالم کبیر کہتے ہیں۔طالب کو توبہ کے بعد داخل سلسلہ کر کے سب سے پہلے لطیفۂ قلب کا سبق پڑھایا جاتا ہے۔

۴۔مراقبہ: لفظ "مراقبہ" ماخوذ ہے "رقابت" سے بمعنٰی محافظت یا "رقوبت"، جس کے معنی انتظار کے ہیں۔مراقبہ سے مراد تمام حواس ظاہرہ وباطنہ کو جمع کر کے مطلوب کے انتظار میں بیٹھنا ہے۔سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں اس کی ترکیب یوں ہے کہ آنکھیں بند کر کے لطائف عشرہ میں سے کسی لطیفہ کی طرف متوجہ ہو جائے اور مبداء فیض سے اُس لطیفہ پر فیض کے آنے کا انتظار کرے۔اسی انتظار میں شجرۂ طریقت میں مستغرق رہے۔

یہ بات اپنی جگہ ایک مسلمہ امر ہے کہ روحانی فیوض وبرکات کا حصول بزرگوں سے خصوصی رابطہ کے بغیر ممکن نہیں۔بالخصوص اپنے سلسلے کے بزرگوں کے ساتھ تعلق کی یہ استواری بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔مرید کو اپنے مشائخ سلسلہ کے ساتھ قلبی، ذہنی اور روحانی طور پر مربوط اور مستحکم رہنا چاہیے۔اپنی زندگی کو ان کی زندگیوں کے مطابق ڈھالنے کی جہد مسلسل کرنی چاہیے۔ان کے اصولِ حیات اور تعلیمات پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔اس عظیم سلسلے میں شیخ سے قلبی رابطہ مستحکم کرے اور ان کے اطوار و معمولات کو اپنانے کی کوشش کرے۔

اصطلاحاتِ سلسلہ نقشبندیہ:

سلسلہ نقشبندیہ کے سرخیل حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی نے سلسلہ نقشبندیہ کو منظّم اور مدلل کرتے ہوئے حسبِ ذیل آٹھ اصولوں پر اس کی بنیاد استوار کی، جو "اصطلاحات نقشبندیہ" کے طور پر معروف اور جن پر طریقت نقشبندیہ کی عروۃُ الوثقیٰ عمارت کھڑی کر دی گئی ہے۔

i۔ہوش دَردم:

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک کا ہر سانس حضور وآگاہی کا حامل، نہ کہ غفلت کا۔یعنی کسی سانس میں خدا سے غافل نہ رہے۔حضرت خواجہ بہاء الدینؒ فرماتے ہیں: کسی سانس کو ضائع نہ ہونے دو۔سانس کے خروج و دخول میں اور خروج ودخول کے درمیان محافظت چاہیے کہ کوئی وقفہ غفلت کا نہ پایا جائے۔

ii۔نظر بَر قدم:

اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی نظر اپنے پاؤں کی پشت پر رکھے تاکہ بے جا نظر نہ پڑے اور دل محسوساتِ متفرقہ سے پراگندہ نہ ہو۔پس راہ چلتے ادھر ادھر نہ دیکھے کہ موجب فساد عظیم و مانع حصول مقصود ہے۔

iii۔سفر دَر وطن:

اس سے مراد صفاتِ ذمیمہ سے صفات حمیدہ کی طرف منتقل ہونا ہے۔

iv۔خلوت دَرانجمن :

یعنی ظاہر میں خلائق کے ساتھ اور باطن میں حق کے ساتھ ہونا۔ ابتداء میں یہ معاملہ بتکلف ہے اور انتہاء میں بے تکلف ہوتا ہے۔

v۔یاد کرد:

مراد یہ کہ ہر وقت ذکر میں مشغول رہے،خواہ زبانی ہو یا قلبی ۔

vi۔بازگشت :

یعنی ذاکر،توحید کا ذکر دل سے کرے تو ہر بار کلمہ توحید کے بعد زبانِ دل سے کہے : خدایا ! میرا مقصود تُو۔ اور تیری رضا ہے۔

vii۔نگہداشت :

یعنی قلب کو خطرات نفس سے آگاہ رکھا جائے ،یعنی کلمہ طیبہ کے تکرار کے وقت ماسوا قلب کے خطرہ تک نہ گزرے ۔خطرات کے دور کرنے کے لیے کلمہ طیبہ حبس دم کے ساتھ مفید ہے۔

viii۔یادداشت:

اس سے مراد یہ ہے کہ دوام آگاہی بحق سبحانہ برسبیل ذوق ۔

دردل زتو آرزو دردیسدہ خیال — دارم ہم جا با ہم کس درہم خیال

اگر دوام آگاہی اس قدر غالب ہو کہ کثرت کو نیہ اس کی مزاحم نہ ہو بلکہ اپنے وجود کا بھی شعور نہ رہے تو اسے فنا کہتے ہیں ۔اگر اس بے شعوری کا شعور بھی نہ رہے تو اسے فنائے فناء یا عین الیقین بھی کہتے ہیں۔

مصطلحاتِ نقشبندیہ:

مذکورہ آٹھ ارشادات کے ساتھ ،حضرت بہاء الدین نقشبندؒ نے درج ذیل تین اصولوں کا اضافہ فرمایا جو "مصطلحات نقشبندیہ" میں سے ہیں۔ان گیارہ اصطلاحات کوسلسلہ نقشبندیہ کی بنیادقرار دیا جاتا ہے:

۱) وقوفِ زمانی:

اس کے دو معنٰی ہیں : ایک یہ کہ سالک کو چاہیے کہ واقف نفس رہے اور پاس انفاس کو ملحوظ رکھے یعنی ہر وقت خیال رکھے کہ سانس حضوری میں گزرتا ہے یا غفلت میں۔دوسرے معنٰی یہ ہیں کہ بندہ ہر وقت اپنے حال سے واقف رہے۔اگر وقت طاعت میں گزرا ہے تو شکر بجالائے ۔اگر معصیت میں گزرا ہے تو عذر خواہی کرے ۔اسی

طرح حالتِ بسط میں شکر اور حالت قبض میں استغفار کرے۔ صوفیہ کرام کی اصطلاح میں اسے محاسبہ کہتے ہیں۔ قول باری تعالیٰ ہے کہ:

"وَ اَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ۔" (۱۶)

"اور رجوع کرو اپنے رب کی طرف اور اس کی فرمانبرداری کرو۔ پہلے اس سے کہ تم پر عذاب آئے۔ پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آئے گا۔"

حضرت فاروق اعظمؓ کا یہ فرمان بھی بڑا مشہور ہے کہ تم اپنا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔

۲) وقوف قلبی:

اس کے دو معنٰی ہیں: ایک یہ کہ ذکر کے وقت دل حق سبحانہ سے واقف و آگاہ رہے۔ دوسرے معنٰی یہ ہیں کہ بندہ اثنائے ذکر میں قلب صنوبری کی طرف متوجہ رہے اور اسے ذکر میں مشغول کرے اور ذکر اور ذکر کے مفہوم سے غافل نہ ہونے دے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ نے ذکر میں حبسِ دم اور رعایتِ عدد کو لازم قرار نہیں دیا۔ مگر وقوف قلبی بہر دو معنی کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْرًا کَثِیْرًا۔" (۱۷)

اے ایمان والو! خدا کو بہت یاد کرو۔

۳) وقوف عددی:

اس سے مراد ذکر نفی و اثبات میں عدد ذکر سے واقف رہنا ہے۔ یعنی ذاکر اس ذکر میں سانس کو عدد طاق پر چھوڑے نہ کہ جفت پر۔

ایک روز ایک خادم نے عرض کیا کہ فراغت کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا: فراغت سے مراد یہ ہے کہ محبتِ دنیا دل میں راہ نہ پائے اور یہ نہیں کہ دنیا کے کام کاج سے آزاد ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ سے فرمایا: "فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ" یعنی جس وقت تمام موجودات سے دل فارغ ہو جائے، اس وقت میری خدمت میں مشغول ہو۔ جو لوگ خرید و فروخت اور لوگوں سے معاملہ داری میں اللہ سے غافل نہیں ہوتے، اللہ تعالیٰ ان کی تعریف یوں فرماتا ہے:

"رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ۔" (۱۸)

"ایسے لوگ جن کو خدا کے ذکر سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت۔"

اگر ان لوگوں میں ہو جاؤ تو سبحان اللہ! ورنہ ان لوگوں کی جان و مال سے خدمت کرنے میں کوتاہی نہ کرنا

تا کہ قیامت کے دن ان کی خدمت اور محبت کی وجہ سے ان کے ساتھ ہی تمہارا حشر ہو۔

طریقت نقشبندیہ کے گیارہ اصول گو مختلف نام رکھتے ہیں لیکن درحقیقت یہ کُلی طور پر لا الٰہ الا اللہ کے ذکر کو قلب میں کامل طریقے سے پیوست کرنے کا ہی نام ہے۔ کسی بدنی سختی کے بغیر لا الٰہ الا اللہ کو دِل میں سمو دینا اور جذبہ ذوق وشوق کے ساتھ اللہ کو یاد کرنا اور عبادات میں رسول اللہ ﷺ کے احکام اور اُن کی چھوڑی ہوئی سنت پر کاربند رہنا کہ یہی راہِ نجات ہے اور اِس راہِ رسول کے بغیر جو راہِ مستقیم ہے، قربِ الٰہی کے لیے کوئی راہ نہیں۔

حضرت خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ یہی ایک سادہ سا طریق عمل اپنایا۔ آپ نے سنتِ رسول ﷺ کا احیاء کیا اور ذاتِ خداوندی کو اپنانے کی آسان راہ دکھائی۔ اِسی راہِ طریقت کا نام "طریقت نقشبندیہ" ہے۔

گویا طریقتِ نقشبندیہ کا لبِ لباب یہ ہے کہ دنیا بسانے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کو دل میں بسانا۔ اِس طریقت میں ترکِ دُنیا نہ ہونا ہی حرکت ہے، جنبش ہے، رواں دواں رہنے کا حرکی عمل ہے، جدوجہد ہے، کسبِ معاش کے لیے کاوشوں کی عرق ریزی اور ''جاوداں ہر دم رواں پیہم رواں دنیوی زندگی'' کو گلے لگا کر اللہ تعالیٰ کو، جو حقیقی مالک ہے دِل میں اُتارتے ہوئے قلب کے اندرونی نہاں خانوں میں اُسی کی یاد کے نقوش کو جاوداں کر دینا ہے۔ جب اللہ کو دل میں بسایا تو اس دل سے فریب کاری، بے ایمانی، بدنیتی اور بداخلاقی کی بدبو خود بخود معدوم ہو جائے گی اور آدمی اللہ کو دِل میں بسا کر فرشتے کی طرح پاکیزہ ہو جائے گا۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) قریشی، ڈاکٹر محمد اسحاق، تصوّف۔ تلاشِ احسن کی ہمہ گیر تحریک، محی الدین، اسلامی یونیورسٹی (نیریاں) آزاد کشمیر ص ۲۷۸۔

(۲) العنکبوت، ۶۹:۲۹

(۳) الفاتحہ، ۱:۵، ۶

(۴) الفرقان: ۶۳:۲۵

(۵) ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، امام: سنن ابن ماجہ، باب الزھد فی الدنیا، حدیث ۱۹۰۴

(۶) البخاری، محمد بن اسماعیل: صحیح البخاری، کتاب الرقاق ،باب قول النبی کن فی الدنیا کانك غریب او عابر سبیل ،حدیث ۱۳۳۸

(۷) سبحانی، رحمت اللہ، مولانا: مخزنِ اخلاق، سنی پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۹۸ء، ص ۶۷

(۸) قشیری، عبدالکریم، ابوالقاسم، امام: رسالہ قشیریہ، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۱۹۸۴ء، ص ۱۲۳

(۹) محمد ندیم، صوفی: سلسلہ نقشبندیہ کے وظائف، شہباز پبلشرز، لاہور س۔ن۔ ص ۱۱

(۱۰) شاہ ولی اللہ: الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، تصوف فاؤنڈیشن، لاہور، ص ۱۳

(۱۱) خدا بخش، پروفیسر، اسلامی اخلاق وتصوف، ایورنیوک پبلس، لاہور، ص ۴۹۸۔

(۱۲) محمد بن سلیمان، شیخ: تحفہ نقشبندیہ، ص ۳۷

(۱۳) بدرالدین سرہندی، حضرات القدس، مکتبہ نعمانیہ، سیالکوٹ، ۱۹۸۱، ص ۱۸۲

(۱۴) کشمی، خواجہ ہاشم، نسمات، مترجم سیّد محبوب حسن واسطی، مکتبہ نعمانیہ، اقبال روڈ سیالکوٹ ۱۴۱۰ھ، ص ۲

(۱۵) قریشی، ڈاکٹر محمد اسحاق، تصوف۔ تلاشِ احسن کی ہمہ گیر تحریک، ص ۲۸۴

(۱۶) الزمر، ۳۹:۵۴

(۱۷) الاحزاب، ۳۳:۶

(۱۸) النور، ۲۴:۳۷

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆